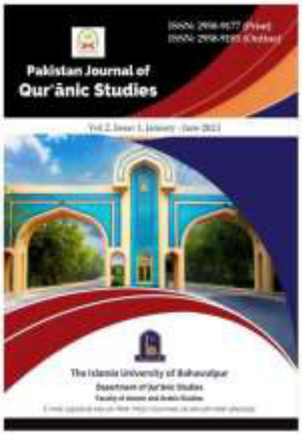

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185

Vol: 2, Issue: 1, January – June 2023, Page No. 76-95

Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs

Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/141

Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/2138

DOI: https://doi.org/10.52461/pjqs.v2i1.2138

Publisher: Department of Qur'ānic Studies, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

---

Title **Islamic Punishment; Islamic Jurists' Theory and Its Effects on Society**

Author (s): **Dr. Muhammad Akhtar Hussain**
Lecturer, Govt Associate College, Vehari, Punjab, PK
Email: gulshankhan6385@gmail.com

Received on: 08 January, 2023
Accepted on: 20 June, 2023
Published on: 30 June, 2023

Citation: Dr. Muhammad Akhtar Hussain. 2023. "Islamic Punishment; Islamic Jurists' Theory and Its Effects on Society". Pakistan Journal of Qur'ānic Studies 2 (1):76-95. https://doi.org/10.52461/pjqs.v2i1.2138.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حدود اللہ؛فقہاء اربعہ کا نظریہ اور معاشرے پر اثرات

Islamic Punishment; Islamic Jurists' Theory and Its Effects on Society

Dr. Muhammad Akhtar Hussain
Lecturer, Govt Associate College, Vehari, Punjab, PK
Email: gulshankhan6385@gmail.com

Abstract

The purpose of Islamic punishments in Islam is to create peace, stability and moderation in society. The purpose of establishing these boundaries is also that people should avoid crimes by learning a lesson. Islamic jurists have described these limits in detail. He has not left His creative astray without aim or mission. Rather, He conferred on Sharia (complete code of life). Man, sometimes, becomes a slave, victim of his self, Allah Almighty has fixed limitations for him to maintain balance in the earth so that peace, love and order may establish in earth. These trials and tribulations are blessings in a way for mankind.

Keywords: Islamic Punishment, Jurists, Peace, Stability, Society

تعارف

اللہ تعالیٰ جو رحمن ورحیم ہے اس نے اپنے بندوں کو زمین پر ایسے نہیں چھوڑا بلکہ شریعت دے کر بھیجا۔ بعض اوقات انسان کا نفس برائی کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو اس برائی کی روک تھام کے لیے اللہ تعالیٰ نے حدود کو نازل فرمایا تاکہ معاشرے پرامن رہیں اور زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبودیت قائم رہے۔ اور اس طرح یہ سزائیں رحمت ہیں نہ کہ بندوں پر ظلم ہے۔

حد کی لغوی تعریف

المنع والفصل بين الشيئين[1] یعنی دو چیزوں کے درمیان رکاوٹ اور فصل بن جانے والی چیز کو کہتے ہیں۔

الحد يطلق على الذنب[2] حد کا اطلاق گناہ پر ہوتا ہے۔

---

[1] ۔ إسماعيل بن حماد الجوهري، **الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية**(بيروت:دار العلم للملايين،الطبعة الرابعة، ١٤٠٧ھ/١٩٨٧م)،٣: ٥٧

[2] ۔ شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي، **المبسوط للسرخسي**(بيروت: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة الأولى، ١٤٢١ھ/٢٠٠٠م)،٩: ٥٨۔

حد کی اصطلاحی تعریف

ھوالعقوبۃالمقدرۃحقاللہ تعالی ایک دوسری تعریف اس طرح ہے عقوبۃ مقدرۃتجب حقاللہ[3] وہ سزا جو اللہ تعالیٰ کے حق کی حیثیت سے واجب ہوتی ہے۔

حدود شرعیہ کا فلسفہ

اسلام میں حدود و تعزیرات کو بطور انتقام کے جاری نہیں کیا جاتا بلکہ حدود شرعیہ کے نفاذ کا مقصد نظام تمدن کے اختلال کو روکنا، مظلوم کی طمانیت، شریف اور امن پسند شہریوں میں احساس تحفظ پیدا کرنا اور سماج دشمن عناصر کے دل میں خوف پیدا کر کے انہیں ایسی حرکات سے باز رکھنا ہے جن کے باعث اللہ کی زمین میں فساد جنم لیتا اور معاشرے کا اخلاقی معیار پست ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں حدود شرعیہ کے فلسفے پر گفتگو فرماتے ہوے لکھا ہے کہ:-

"بعض معاصی کے ارتکاب پر شریعت نے حد مقرر کی ہے۔ یہ وہی معاصی ہیں جن کے ارتکاب سے زمین میں فساد پھیلتا ہے، نظام تمدن میں خلل پیدا ہوتا ہے اور مسلمانوں کے معاشرے کی طمانیت اور سکون قلب رخصت ہو جاتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ معاصی کچھ اس قسم کی ہوتیں ہیں کہ دو چار دفعہ ارتکاب کرنے سے ان کی لت پڑ جاتی ہے اور ان سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی معاصی میں محض آخرت کا خوف دلانا اور نصیحت کرنا کافی نہیں ہوتا بلکہ ضروری ہے کہ ایسی عبرتناک سزا مقرر کی جائے کہ اس کا مرتکب اپنے معاشرے میں نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے اور ساری زندگی سوسائٹی کے دیگر افراد کے لیے سامان عبرت بنا رہے اور اس کے انجام کو دیکھ کر بہت کم لوگ اس قسم کے جرم کرنے کی جرأت کریں۔

اس کی ایک واضح مثال کسی محترم خاتون کی عصمت دری کرنا ہے۔ کیونکہ اس کا محرک صنفی خواہش کا غلبہ ہوتا ہے عورتوں کے حسن وجمال سے اس جذبے کو تقویت ملتی ہے اور یہ ایسا گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے عورت کے اہل خانہ کو سخت رسوائی اٹھانی پڑتی ہے اور اس کی وجہ سے قتل وغارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ چونکہ اکثر یہ فعل فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے اور اس کا محل ارتکاب عموماً کوئی پوشیدہ جگہ ہوتی ہے اس لئے اگر اس کی سزا عبرتناک نہ رکھی جاتی تو اس برائی کے پھیل جانے میں ذرا بھی دیر نہ لگتی۔

---

[3] - امام علاو الدين ابو بكر بن مسعود الحنفى الكاساني،**بدائع الصنائع**(بيروت:دارالكتب العلميه،الطبعه الثانيه ١٤٢٤ھ/٢٠٠٣ء)،٩ : ١٧٦-

حدود شرعیہ کی دوسری مثال سرقہ یعنی چوری ہے چونکہ انسان بسا اوقات اپنے لئے کوئی جائز اور حلال ذریعہ معاش نہیں پاتا ہے اس لئے وہ چوری کو اپنا ذریعہ معاش بنالیتا ہے زناکاری کی طرح دو ایک بار کرنے سے اس کی بھی عادت پڑ جاتی ہے اسلئے ضروری ہوا کہ اس کی بھی عبرتناک سزا مقرر کی جائے۔

حدود شرعیہ کی تیسری مثال رہزنی ہے جس کو عربی میں قطع الطریق کہتے ہیں۔ اس صورت میں مظلوم خود اپنی مدافعت کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ لہذا ایسے جرم کی سزا نہایت سخت اور عبرت انگیز ہو۔

اس کی چوتھی مثال شراب خوری ہے جس کی لت پڑ جانا ضرب المثل ہے نیز اس سے فساد فی الارض پیدا ہوتا ہے اور تمدن میں خلل واقع ہونے کا موجب ہے۔ شراب پی کر مخمور ہونا اپنے آپ کو عقل جیسے جوہر نفس سے محروم کرنا ہے اور عقل ہی تو ہے جسکی بدولت انسان کو دوسرے حیوانات پر شرف حاصل ہے اور اسی پر تمام دینی و دنیاوی امور کا احسن طریقہ پر سرانجام دینا منحصر ہے۔

حدود شرعیہ کی پانچویں مثال قذف کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی باعصمت خاتون یا مرد پر ناحق بدکاری کا الزام لگانا۔ جس پر تہمت لگائی جاتی ہے اس کو سخت اذیت پہنچتی ہے لیکن نہ ان کے گھر والوں میں سے اور نہ ہی ان کا کوئی دوسرا قریبی رشتہ دار ان کی کوئی دستگیری کر سکتا ہے۔ اگر وہ بہ تقاضائے غیرت اس کی حمایت کے لئے ہاتھ اٹھائے اور تہمت دہندہ کو قتل کر ڈالے تو وہ حکم قصاص کے اجرا سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ ایسے ہی وجوہ کی بنا پر شارع نے اس جرم کے مرتکب کو سخت سزا دینا مقرر فرمایا ہے'[4]۔

حدود اللہ کی اقسام

موجب حد معاصی کی بابت علماء میں اختلاف ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے قابل حد جرائم میں سترہ جرائم کو شمار کیا ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل جرائم کو قابل تعزیر قرار دینے میں سب کا اتفاق ہے۔ (۱) ارتداد (۲) قتل وغارت (۳) زنا (۴) قذف (۵) شراب نوشی (۶) چوری (۷) جانوروں کے ساتھ مباشرت (۸) لواطت (۹) سحر (۱۰) ترک صلوۃ (۱۱) ترک صوم[5]۔

علامہ محمد فرید وجدی نے صرف سات جرائم کو قابل حد تسلیم کیا ہے:

---

[4] ۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، **حجۃ اللہ البالغہ** (لاہور: قومی کتب خانہ لاہور، الطبعہ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۳ء)، ۲:۶۳۵

[5] ۔ابن حجر عسقلانی، **فتح الباری شرح بخاری**(قاھرہ: دارالکتب العربی، ۱۹۵۹ء)، ۱۵ : ۶۱۔

ولم یردفی الشرع الاسلامی الاسبعةحدودعلی سبع جنایات بالنص وقد وکل ما عداہالی القاضی وتلک الحدود ھیحد الردة و حد البغی و حد الزنا وحد القذف و حد السرقة وحدقطع الطریق وحد شرب الخمر۔

وہ سات حدود یہ ہیں۔(۱) حد ارتداد (۲) حد بغاوت (۳) حد زنا (۴) حد قذف (۵) حد سرقہ (۶) حد رہزنی (۷) حد شراب نوشی[6]

شافعیہ کے نزدیک

قالوا ان الجنایات الموجبة للحد سبعة اقسام وھی(۱) کتاب الجراح (۲) کتاب البغاة (۳) کتاب الردة (۴) کتاب الزنا (۵) کتاب حد الزنا (٦) کتاب قطع السرقة (۷) کتاب الاشربةالمحرمة[7]

حنفیہ کے نزدیک

قالوا ان الحدود ما ثبت بالقران وھی خمسة فقط[8]

الاول:حدالزناوھوثابت بآیة: الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ[9]

”زناکار عورت و مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاو ان پر اللہ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہرگز ترس نہ کھانا چاہیے، اگر تمہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو۔ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیے۔“

الثانی:حد السرقةوھوثابت بقوله تعالی: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ[10]

---

[6] ۔محمد فرید وجدی، **دائرة المعارف**(قاھرہ: دارکتب العربی، ۲۰۰۰)، ۳:۳۷۸۔

[7] ۔الخطیب، محمد الشربینی، **مغنی المحتاج**(بیروت: دار المعرفة، الطبعہ الاولیٰ ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء)، ۲۴۵۔

[8] ۔عبد الغنی الغنیمی الدمشقی المیدانی،**اللباب فی شرح الکتاب**، (قاھرہ:دار الکتاب العربی)کتاب الحدود، ۱ : ۳۲۸۔

[9] ۔النور۲۴:۲۔

[10] ۔المائدة۵:۳۸۔

”چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو۔ یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا، عذاب اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ قوت وحکمت والا ہے۔“

الثالث:حدشرب الخمروموثابت بقوله تعالى: يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُواإِنَّمَاالْخَمْرُوَالْمَيْسِرُوَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ[11] ”اے ایمان والو! بیشک شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح پاجاؤ“

الرابع:حد قطاع الطريق وهوثابت بقوله تعالى: إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ[12]

”جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرنے کو دوڑتے پھرتے ہیں ایسے لوگوں کی بس یہی سزا ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان میں سے ہر ایک کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاوں کاٹ دیا جائے یا شہر بدر کر دئے جائیں یہ سزا ان کے لئے دنیا میں سخت رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔“

الخامس:۔حدالقذف وهوثابت بقوله تعالى: وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ13

”اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ اپنے دعوے پر نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسی کوڑے مارو اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں۔“

مالکیہ کے نزدیک

---

[11] ۔المائدۃ۵:۹۰۔

[12] ۔المائدہ۵:۳۳۔

[13] ۔النور۲۴:۴۔

(١)باب الجناية على النفس اوعلى مادونها(٢)باب حد البغى (٣)باب حد القذف (٤)باب حد الزنا (٥)باب حد السرقة (٦) با ب ذكر الحرابة وما يتعلق بها(٧)باب حد الشرب و اشياءتوجب الضمان[14]

اسلام میں حدود کے اثبات پر قرآن وحدیث کی واضح دلیلیں موجود ہیں۔مثال کے طور پر حدود کے بارے میں قرآنی آیات ،آیۃ الزنا، آیۃ السرقۃ، آیۃ قذف المحصنات، آیۃ المحاربۃ اور آیۃ تحریم الخمر اور اسی طرح وہ احادیث بھی ملاحظہ ہو جن سے اثبات حدود کی مثالیں واضح ہوتی ہیں۔مثلا حدیث الغامدیۃ، حدیث العسیف، حدیث نعیمان اور اسی طرح خلفاء راشدین کے دور میں بھی اس پر عمل رہااور اس پر امت کا اجماع ہو چکاہے اور اسی طرح عقل سلیم بھی اس کی تائید کرتی ہے اور اس بات کا تقاضا بھی کرتی ہے۔

کیونکہ بعض اوقات انسان نفسانی خواہشات کا شکار ہو جاتا ہے اور ان خواہشات کی تکمیل کے لئے اور اپنے نفس امارہ کے مقاصد کے حصول کے لئے اور حب الدنیا کے غلبہ کی وجہ سے شراب اور زنا کا مرتکب ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ اپنے خالق کی نافرمانی کر بیٹھتاہے تو اس کے لئے ضروری تھا کہ ایسے مجرم کی سزا سخت سے سخت مقرر کی جاتی تاکہ معاشرے پر امن رہیں۔

اسی طرح انسانوں کا ایک طبقہ جو بغاوت اور حکم عدولی اور ظلم پر اتر آتا ہے تو لوگوں کا ایسا طبقہ معاشرے میں لڑائی اور قتل وغارت کا سبب بنتا ہے معاشرے میں خوف وحراس اور بد امنی پیدا ہو جاتی ہے تو مظلوم لوگوں کی دادرسی کے لئے اللہ رب العزت نے قصاص ودیت کو مقرر فرما کر احسان عظیم فرمایا تاکہ لوگ قصاص اور دیت کے خوف سے اس بھیانک ظلم کے ارتکاب سے بچ جائیں۔

اسی طرح بعض اوقات انسانی طبیعت حکمرانی کی طرف مائل ہو جاتی ہے اور یہ لوگوں کا تیسرا طبقہ ہے جو یہ چاہتا ہے کہ وہ معاشرے پر حکمرانی کریں تو ایسے لوگ لوگوں کے حقوق کا خیال نہیں کرتے اور ان کا متمع نظر دنیاوی زندگی ہوتی ہے اور دنیا کا مال ان کے دلوں میں گھر کر جاتا ہے۔جس کی وجہ سے وہ لوگوں کے مال لے حصول کے لئے ناجائز راستے اختیار کرتے ہیں مثلا رشوت، چوری، ڈکیتی اور لوگوں کے حقوق کو غصب کر جاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی حوصلہ شکنی کی اور مظلوم کی اعانت کے لئے حدود کو نافذ فرمایا تاکہ زمین میں فساد نہ ہو اور مخلوق اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے منشور کے تحت زندگی بسر کرے۔

[14] ۔احمد بن محمد الصاوی المالکی، **حاشیہ الصاوی علی شرح الصغیر** (کراچی: دار المعارف)، ١٠: ٢١٠۔٣٥٣۔

اسی لئے اللہ رب العزت نے عدل وانصاف کی فراہمی کے لئے جو بندوں کے لازمی حقوق میں سے ہے شریعت اسلامیہ نے جرائم کے مرتکب افراد کے لئے سزاوں کا نظام وضع کیا ہے، اسلامی قانون میں سزاوں کی بنیاد قصاص ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جرم اور اس کی سزا میں توازن ہے جتنا بڑا جرم اتنی بڑی سزا۔ جرم اور اس کی سزا میں مساوات کی بنا پر ہی قصاص منعقد ہوتا ہے اسی قصاص کا نتیجہ لوگوں کے لئے پر امن، منصفانہ اور اطمینان بخش زندگی ہے اسی بنا پر تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَاأُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ[15]

"عقلمندو! قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے اس باعث تم (قتل ناحق سے) رکو گے۔"

شریعت اسلامیہ اخلاق عالیہ کو معاشرے کی اہم ترین بنیاد قرار دیتی ہے۔ اسی لئے اس نے ان تمام افعال کو موجب سزا قرار دیا ہے جن سے اخلاق کو خطرہ ہو۔ اخلاق کا اس قدر اہتمام شریعت اسلامیہ اس لئے کرتی ہے کہ اس کی بنیاد دین اسلام ہے جو نیک صالح اور عدل پر مبنی معاشرے کی تشکیل کو اپنا ہدف بناتا ہے کیونکہ یہ دین ابدی ہے اس لئے اخلاق کی پر زور حمایت کرنے والا اسلامی قانون بھی اخلاق شکن فرد کی سختی کے ساتھ گرفت کرنے کے لئے ابد تک موجود رہے گا۔

شریعت اسلامیہ کا منبع اور سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اسی لئے کئی جرائم کی سزائیں قرآنی نصوص میں بیان کر دی گئیں۔ کچھ جرائم کی سزائیں رسول اللہ ﷺ کی سنت میں مقرر کر دی گئیں اور کچھ افعال ایسے ہیں جن کے جرم بننے کی حد کی تحدید اور ان پر سزا کی تعیین ہیت حاکمہ کے سپرد کر دی تاہم اس ضمن میں وہ شریعت کے طے کردہ قواعد وضوابط کی پابند ہے اسی بناء پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ شریعت اسلامیہ کے فوجداری قانون کی تمام اقسام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نازل کردہ ہیں اگرچہ بعض جرائم کی تعیین اور ان کی سزاوں کی تحدید انسانی ہے مگر وہ بھی حدود اللہ کے دائرے میں محدود ہیں۔

حدود شرعیہ کے مقاصد ومحاسن

ا۔ شراب نوشی

حضرت محمد ﷺ کی نبوت سے قبل عرب میں شراب نوشی کا اس قدر رواج تھا کہ ماسوائے چند ہر فرد اس فعل قبیح کا شکار تھا۔ نہ اس کے استعمال پر کسی قسم کی پابندی تھی اور نہ امتیاز۔ اسلئے شراب کی حرمت کا حکم بھی دفعتا نہیں نازل ہوا بلکہ تدریجی طور پر احکام نازل ہوئے سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوالَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ[16]

---

[15] ۔ البقرۃ ۲:۱۷۹۔

"اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو نماز کے قریب بھی نہ جاو جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو۔"

اس آیت کے کچھ عرصہ بعد یہ آیت نازل ہوئی:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا**17**

"لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیں ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے، لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے۔"

مذکورہ بالا آیات کے نازل کرنے کا مقصد لوگوں کے دلوں میں شراب سے نفرت پیدا کرنا تھی چونکہ وہ خیر القرون تھا اس لئے اس آیت نے اپنا اثر دکھایا اور مسلم معاشرے کے اکثر افراد شراب سے احتزار برتنے لگے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ**18**

"اے ایمان والو! بیشک شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح پاجاو۔"

اس آیت کے نزول کے بعد شراب قیامت تک کے لئے قطعا حرام قرار دے دی گئی اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن نافع عن ابن عمر قال:قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: كل مسكر خمر وكل مسكر حرام**19**

کہ ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال:قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: ما أسكر كثيره فقليله حرام**20**

[16] ۔النساء ۴:۴۳۔

[17] ۔البقرۃ ۲:۲۱۹۔

[18] ۔المائدۃ ۵:۹۰۔

[19] ۔ ابوداؤد،سليمان بن اشعث السجستاني الازدي،**سنن ابي داؤد** (بيروت:المكتبة العصرية)،باب النهي عن المسكر، ۲:۳۵۲، رقم الحديث: ۳۶۷۹۔

کہ جو نشہ آور چیز کثیر مقدار میں حرام ہے اسکی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔

الآيات الواردة في تحريم الخمر في كتاب الله تعالى

1-قال الله تعالى: يسألونك عن الخمر والميسر قل فيهما إثم كبيرومنافع للناس وإثمهما أكبر من نفعهما**21**۔

2- قال الله تعالى:{يا أيها الذين آمنو إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون}**22**.

3- قال تعالى:{ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة وأحسنوا إن الله يحب المحسنين}**23**.

4 - قال تعالى:{ولا تتبدلوا الخبيث بالطيب}**24**.

5 -قال تعالى:{يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم}**25**.

6 -وقال تعالى:{وكلوا مما رزقناكم حلالا طيبا}**26**.

7 -قال تعالى:{ولا تقتلوا أنفسكم إن الله كان بكم رحيما}**27**.

8 -قال تعالى:{يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا إني بما تعملون عليم}**28**.

9 -قال تعالى:{يا أيها الذين آمنو لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون}**29**۔

حرمت شراب کے مصالح و محاسن

---

[20] ۔ابوداود،**سنن أبي داود**،باب النهي عن المسكر ،۳۵۲:۲ ،رقم الحديث: ۳٦۸۱۔

[21] ۔البقرۃ۲: ۲۱۹۔

[22] ۔المائدۃ۵: ۹۰۔

[23] ۔البقرۃ۲: ۱۹۵۔

[24] ۔النساء۴: ۰۲۔

[25] ۔البقرۃ۲: ۱۷۲۔

[26] ۔المائدۃ۵: ۸۸۔

[27] ۔المائدۃ۵: ۲۹۔

[28] ۔المومنون۲۳: ۵۱۔

[29] ۔النساء۴: ۴۳۔

1) اگر شراب کو ام الخبائث کہا گیا ہے تو غلط نہیں ہے ۔شراب نوشی متعدد مفاسد اور تباہ کاریوں کا باعث بنتی ہے۔ قرآن کریم میں بتلایا گیا ہے کہ جوا اور شراب بغض وعداوت پیدا کرتے ہیں اور انسان کو اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روکتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

(إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ)[30]

”شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرادے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سواب بھی باز آجاو۔“

2) اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ نشے کی حالت میں انسان کے خیالات مختلف وادیوں میں بھٹکتے ہیں اور وہ اتنی دیر تک حقائق کی دنیا سے دور چلا جاتا ہے خود کو تمام خوبیوں اور کمالات کا مرقع اور دوسروں کو اپنے مقابلے میں ہیچ سمجھنے لگتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اس کو احمق سمجھتے ہیں اور اس سے نفرت کرتے ہیں اور اس طرح عداوت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے ذکر الٰہی اور نماز سے دوری بھی اس لئے پیدا ہو جاتی ہے کہ اس میں قدرت الٰہی پر غور کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عجز وانکساری کے اظہار کی صلاحیتیں ہی اس وقت مفقود ہو جاتی ہیں وہ حیوانی لذتوں اور نفسانی خواہشات کے گرداب میں اس طرح گھر جاتا ہے کہ روحانی کیف وسرور اور سکوتی مشاہدات اور اس کے درمیان پردہ پڑ جاتا ہے۔

3) دوسری بات یہ کہ انسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو سب سے بڑی دولت عقل کی شکل میں عطا فرمائی جو انسان میں مکارم اخلاق کے حصول کا جذبہ اور رذائل اخلاق سے اجتناب پر مجبور کرتی ہے نشے کی حالت میں اس پر پردہ پڑ جاتا ہے اور انسان عزت وذلت کے تصورات سے بے پروہ ہو کر شہوات کے جہنم میں چھلانگ لگا دیتا ہے اور قتل وآبرو ریزی اور ظلم وزیادتی کرنے لگتا ہے۔

4) شراب نوشی کی تیسری بڑی خرابی یہ ہے کہ انسان کی عزت نفس کو نا قابل تلافی نقصان پہنچتا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان نشے کی حالت میں چند ایسے راز افشاں کر دیتا ہے کہ اسے پھانسی کے تختے پر چڑھنا پڑتا ہے۔

---

[30] ۔المائدۃ ۵:۹۱۔

5) چوتھی بات یہ ہے کہ جس خاندان کے افراد اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس خاندان سے برکت اٹھ جاتی ہے اور آمدنی کا بیشتر حصہ شراب پر صرف ہو جاتا ہے۔

6) طبی اعتبار سے تو شراب نوشی کے نقصانات کا حساب ہی نہیں۔ مثلاً کینسر، اعصابی تناؤ، سوء ہضم، التہاب امعا، جنون ،فالج، صرع، زوال حافظہ، زوال بصر اور دائمی نزلہ وغیرہ[31]

ان اسباب کی بنا پر انسانوں کے خالق نے جو انسانوں کے مفادات کو زیادہ جانتا ہے۔ شراب کو حرام قرار دیا اور چودہ سو برس سے امت اس کو حرام سمجھتی آئی لیکن اٹھارویں صدی کے آغاز سے جب سے مغربی استعمار نے مسلمانوں کے تسلط کو ختم کرنا شروع کیا اور میدان سیاست کی شکست فکر و نظر کی شکست کا باعث بننے لگی۔ عالم اسلام میں متجددین کا ایک ایسا طبقہ بھی پیدا ہوا جو مغرب کی ذہنی غلامی کے زیر اثر مختلف تاویلات کے ذریعے شراب کو حلال کرنے کی فکر میں لگ گیا۔

لطف کی بات تو یہ ہے کہ عین اس وقت جبکہ متجددین اپنی غلط تاویلات کے ذریعے شراب خوری کے جواز کے راستے تلاش کر رہے تھے اکثر و بیشتر غیر مسلم ممالک میں شراب نوشی کے نقصانات کے پیش نظر اس کے امتناع کی کوششیں ہو رہی تھی۔ اور اب تو حالت یہ ہو چکی ہے کہ تقریبا ہر غیر مسلم ملک میں یا تو شراب نوشی جرم قرار پا چکی ہے یا پھر جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے قوم کو شراب کے مضر اثرات سے آگاہ کیا جا رہا ہے، اسے یوں کہہ لیجیے کہ برہمن تو کعبے کی طرف سفر کر رہا ہے اور حرم کا محافظ کعبے کی چوکھٹ چھوڑ کر کفر و ظلمات کی وادیوں پر للچائی ہوئی نگاہیں ڈالنے میں مصروف ہے۔

ہمارا جدت پسند طبقہ ان شاءاللہ بہت جلد حقائق کا اعتراف کر لے گا اور وہ دن دور نہیں جبکہ مسلم اور غیر مسلم دونوں اس حقیقت کو تسلیم کر لیں گے کہ مسجد نبوی کے کنکریلے فرش پر بیٹھ کر اس عالم آب و گل کے سب سے بڑے قانون ساز نے چودہ سو برس قبل جو قانون وضع فرمادیا تھا وہی حق ہے۔ اس انسانیت کی فلاح اس میں مضمر ہے اس لئے کہ ان کا وضع کردہ قانون وحی الٰہی پر مبنی تھا۔[32]

(وقد لخص العلماء أضرار الخمور فيما يأتي:) علماء نے شراب نوشی کے نقصانات کا خلاصہ درج ذیل نکات کی صورت میں بیان کیا ہے۔

أولا : تنتزع من الشارب الخمر أنواع الإيمان حين شربه.

---

[31]۔ ابراہیم آفندی، **اسرار الشریعہ الاسلامیہ** (قاہرہ: دار کتب العلمی، ۱۳۲۸ھ)، ۲۴۸۔

[32]۔ مولانا سید محمد متین ہاشمی، **اسلامی حدود اور انکا فلسفہ** (لاہور: مرکز تحقیق دیال سنگھ لابریری)، ۴۲۔

۱۔ شرابی جب شراب پیتا ہے تو ایمان کے اقسام اس سے چھن جاتی ہیں۔

ثانيا : استحق لعنة الله وطرده من رحمته لمخالفته أمره تعالى.

۲۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی بنا پر وہ اس کی رحمت سے دھتکار دیا جاتا ہے اور اس کی لعنت کا مستحق بن جاتا ہے۔

ثالثا : شرب الخمر يدعو إلى جلب الهموم وتضييق الأرزاق وإنتشار الأزمة والسخف والمسخ ويسبب التخنث.

۳۔ شراب نوشی غموں، رزق کی کمی، مصائب کا ہجوم، بد شکلی اور نامردی کا سبب بنتی ہے۔

رابعا : لا يقدم على شرب الخمر إلا الفاجر العاصي الذي لا يؤمن بالله واليوم الآخر.

۴۔ شراب نوشی کی جرأت سوائے اس بدکار اور گناہگار کے کوئی نہیں کر سکتا جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین نہ رکھتا ہو۔

خامسا:شرب الخمر يجر إلى الوقوع في ارتكاب المعاصي كلها لأنها أم الخبائث.

۵۔ شراب نوشی تمام گناہوں کے ارتکاب کی طرف لے جاتی ہے کیونکہ یہ ام الخبائث ہے۔

سادسا : يعذب الله شارب الخمر يوم القيامة بشربه القذارة الخارجة من فروج الزناة.-والعياذ بالله.

۶۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز شرابی کو زانیوں کی شرمگاہوں سے نکلنے والی گندگی پلانے کا عذاب دے گا۔(اللہ کی پناہ)

سابعا : حرم الله تعالى الجنة على شارب الخمر فلا يشم رائحتها .

۷۔ اللہ تعالیٰ نے شرابی پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔وہ اسکی خوشبو تک نہ پا سکے گا۔

ثامنا : عقاب شارب الخمر كعقاب عابد الوثن والصنم .

۸۔ شرابی کی سزا بتوں کے پجاری کی سزا کی طرح ہے۔

تاسعا : يحشر الله شارب الخمر شديد الظمأ كثير العطش.

۹۔ اللہ تعالیٰ شرابی کو شدید پیاس کی صورت میں شدید پیاسا اٹھائے گا۔

عاشرا : لا يقبل الله عبادة شارب الخمر أربعين يوما ولا يجيب له دعاء.

۱۰۔ اللہ تعالیٰ شرابی کی عبادت کو چالیس روز تک قبول نہیں کرتا ہے اور نہ ہی اس کی دعا کو قبول کرتا ہے۔

الحادي عشر : يستحق شارب الخمر الإهانة والإزدراء والتحقير كما قال رسول الله صلى الله عليه و سلم:(لا تسلموا على شربة الخمر).**33**

---

[33]۔محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول الله وسننه وايامه** (بيروت: دار ابن كثير ، الطبعة الثانية، ١٤٠٧هـ/١٩٨٧)، ٥ : ٢٣٠٧

۱۱۔شرابی ذلت ورسوائی اور حقارت کا مستحق ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: کہ تم شرابی کو سلام نہ کیا کرو۔

الثاني عشر : شارب الخمر حل عليه غضب الله ولو مات في هذه الحالة حرم من ثواب الله تعالى ورحمته.

۱۲۔شرابی پر اللہ کا غضب ٹوٹ پڑتا ہے اور اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو اللہ کے ثواب اور اس کی رحمت سے محروم رہے گا۔

الثالث عشر : السكران إن مات على حالته يعذبه الله بسكره ويذوق مرارة فعله هذا في غيره .ويموت على غير ايمان.

۱۳۔اگر وہ نشے کی حالت میں مر گیا تو اللہ اسے اس کے نشے کی سزا دے گا،اور اس کے اس فعل کی کڑواہٹ کا مزا چکھائے گا۔اور وہ ایمان کی حالت میں نہیں مرے گا۔

الرابع عشر :شارب الخمر تنبع له عين في نار جهنم تمده بالقيح والصديد وأنواع الأذى(يجري منها القيح والدم).

۱۴۔شرابی کے لئے جہنم کی آگ میں ایک چشمہ پھوٹے گا جو اسے زخموں کی پیپ،خون اور دوسری گندگیوں سے بھر دے گا۔

الخامس عشر :شارب الخمر مسكين مضيع فاقد الخير(فكأنما ملك الدنيا وسلبها).

۱۵۔شرابی قابل رحم ہوتا ہے۔جو خیر کو گم کرنے والا ہوتا ہے۔

السادس عشر : شرب الخمر إحدى الخصال المدمرة التالفة المذهبة للثروة المضيعة للعقل المهلكة للأمة.

۱۶۔شراب نوشی عقل کی ہلاکت کا باعث بننے والی خصلتوں میں سے ایک ہے۔

السابع عشر : شرب الخمر يفسد الصحة ويحرم صاحبها من التمتع بعافيته ويجلب له النقم والهلاك والدمار.

۱۷۔شراب نوشی صحت کو برباد کر دیتی ہے۔اور تندرستی سے محروم کر دیتی ہے ہلاکت وبربادی کا سبب بنتی ہے۔

الثامن عشر : إن أضرارها تنتقل من الرجل إلى أولاده وذريته فيولدون مرضى.

۱۸۔شراب نوشی کے نقصانات شرابی کی اولاد میں منتقل ہوتے ہیں۔چنانچہ وہ مریض پیدا ہوتے ہیں۔

التاسع عشر : شارب الخمر لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا ولا فرضا ولا نفلا.

۱۹۔شرابی سے اللہ تعالیٰ نہ تو کوئی سفارش قبول کرے گا نہ ہی کوئی بدلہ نہ ہی کوئی فرض اور نہ ہی کوئی نفل۔

العشرون : من فارق الدنيا وهو سكران يدخل القبر سكران ويبعث من قبره سكران ويزج في النار سكران ويؤمر به إلى جبل يقال له سكران فيه عين يجري منها القيح والصديد وهو طعامهم وشرابهم

مادامت السموات والأرض كما أخبر بذلك رسول الله صلى الله عليه و سلم في الحديث الشريف.(ملخص من شرح الترغيب والترهيب)

۲۰۔ جو دنیا سے اس حال میں رخصت ہوا کہ وہ نشے میں تھا تو وہ قبر میں نشے کی حالت میں داخل ہو گا۔ اور نشے کی حالت میں اسے قبر سے اٹھایا جائے گا اور نشے ہی کی حالت میں آگ میں رہے گا اور اسے ایک پہاڑ کی طرف چلنے کا حکم دیا جائے گا جسے سکران کہتے ہیں اس میں ایک ایسا چشمہ ہے جس سے پیپ اور خون بہے گا اور وہ اس کا کھانا اور پینا ہو گا جب تک زمین و آسمان قائم رہے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی خبر دی ہے۔

۲۔ زنا:۔ زنا کا شمار شرک اور قتل کے بعد کبائر میں ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا[34]

"اور وہ لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے اور نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا[35]

"خبردار زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔"

اس میں تین دنیوی اور تین اخروی نقصانات ہیں: دنیوی نقصانات: ۱۔ بے آبروئی ۲۔ غربت ۳۔ عمر کی کمی آخروی نقصانات یہ ہیں ۱۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ۲۔ قیامت کے دن سوء حساب ۳۔ عذاب جہنم

حرمت زنا کے مصالح و محاسن

۱۔ زنا کو اس لئے حرام کیا گیا تاکہ نسب محفوظ ہو جائے۔

---

[34] ۔ الفرقان ۲۵:۶۸۔

[35] ۔ بنی اسرائیل ۱۷:۳۲۔

۲۔ حرمت زنا کی دوسری وجہ عصمتوں کی حفاظت ہے کیونکہ اس وجہ سے قبیلے کے تمام افراد کو ندامت کا سامنا ہوتا ہے اور عورت خود بھی ذلیل ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اکثر و بیشتر قتل کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔

۳۔ تیسری وجہ خاندان کے نظام کا تحفظ ہے کیونکہ زنا میں مبتلا ہو جانے کے بعد عورت کو نہ اپنے شوہر کا خیال رہتا ہے اور نہ بچوں کا اسے شوہر اور بچوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔

۴۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ زانیہ کے لئے بچے کا وجود جان کا جنجال ہوتا ہے اس لئے وہ مانع حمل ذرائع اختیار کرتی ہے جس کے باعث توالد و تناسل کا مقصد پورا نہیں ہوتا اور معاشرہ رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ کی منشاء سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔

۵۔ پانچویں وجہ امراض جنسیہ مثلاً: سوزاک، آتشک اور جزام وغیرہ کا پھیلاؤ ہے۔ مغرب ان امراض کا بری طرح سے شکار ہے۔

۶۔ چھٹی وجہ یہ ہے کہ زنا میں مبتلا افراد رفتہ رفتہ فقر و فاقہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

۷۔ ساتویں وجہ یہ ہے کہ زنا سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ عموماً والد کی تعلیم و تربیت سے محروم ہونے کی وجہ سے معاشرے کا مفید جز نہیں بنتا اور وہ طرح طرح کی بری عادتوں میں گرفتار ہو کر دوسرے بہت سے بچوں کے اخلاق کو تباہ کرنے والا بن جاتا ہے۔

۴۔ حد قذف

اسلامی شریعت میں قذف کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) تہمت کی پہلی قسم وہ ہوتی ہے جس پر حد جاری کی جاتی ہے اور وہ کسی پاک دامن شخص پر زنا کی تہمت لگانا یا کسی صحیح النسب آدمی کے نسب کا انکار کرنا ہے۔

(۲) دوسری قسم یہ ہے کہ زنا اور انکار نسب کے علاوہ کسی مرد یا عورت پر کوئی دوسرا الزام لگایا جائے۔

پہلی قسم پر شریعت میں حد جاری کی جاتی ہے اور دوسری قسم پر تعزیر ہوتی ہے

حد قذف کی مصالح

اسلامی شریعت نے جس طرح کسی انسان کی جان اور مال کو محترم قرار دیا ہے اسی طرح اس کی عزت بھی شریعت میں قابل احترام ہے۔ لہذا جس طرح زنا کے ارتکاب کو شریعت گناہ کبیرہ قرار دیتی ہے اسی طرح زنا کی تہمت لگانا بھی شریعت میں گناہ کبیرہ ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ[36]

"اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ اپنے دعوے پر نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسی کوڑے مارو اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں۔"

زنا کی تہمت لگانے والے کو ایک سزا تو حد کی صورت میں اسی کوڑے لگائی جاتی ہے اور دوسری سزا یہ دی جاتی ہے کہ اسے ہمیشہ کے لئے مردود الشھادۃ قرار دیدیا جاتا ہے اسلئے کہ اس نے اپنی کذب بیانی سے نہ صرف یہ کہ ایک پاک دامن کی عزت کو بٹہ لگانے کی کوشش کی بلکہ در حقیقت ایک بہت بڑے فتنے کا دروازہ کھول کر ایک پورے خاندان کو تباہی کے بھیانک غار میں دھکیلنے کا سامان کیا۔ لہذا ضروری ہوا کہ ایسا شخص ہمیشہ کے لئے سوسائٹی میں ناقابل اعتبار قرار دے دیا جائے۔ کوڑوں اور مردود الشھادۃ ہونے کی دونوں سزاوں کو اس لئے جمع کیا گیا تاکہ تہمت لگانے والے کو جسمانی اور روحانی اعتبار سے تکلیف اور نقصان پہنچایا جائے۔[37]

عدم قبول شہادت والی سزا کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر قاذف بعد میں توبہ بھی کرلے تب بھی وہ مردود الشھادۃ ہی رہے گا۔ لیکن امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا خیال ہے کہ اگر وہ صدق دل سے توبہ کرلے تو بعد میں اس کی شہادت قبول کیجائے گی۔[38]

۵۔ حد سرقہ (چوری کی سزا)

چوری کی دو قسمیں ہیں (۱) ایک تو وہ جس پر حد جاری ہوتی ہے۔ یہ چوری شریعت کی اصطلاح میں "کسی شخص کی چیز کو خفیہ طور پر لے لینے کو کہتے ہیں۔"[39]

---

36 ۔ النور ۲۴:۴۔

37 ۔ ابراہیم آفندی، **اسرارالشریعة الاسلامیه**، ص۲۵۵۔

38 ۔ عبدالقادر عوده، **التشریع الجنائی** ، ۲ : ۴۹۱۔

39 ۔ سید محمد متین ہاشمی، **اسلامی حدود اور ان کا فلسفہ**، ص۴۹۔

(۲) چوری کی دوسری قسم وہ ہے جس پر حد کی بجائے تعزیر ہوتی ہے۔ اس کی قسمیں ہیں۔ (الف) پہلی قسم وہ ہے جو اگرچہ حد کے ضمن میں تو آتی ہو لیکن اجرائے حد کی شرائط پوری نہ ہونے سے یا شبہ پیدا ہو جانے کے باعث حد کی گرفت سے نکل کر تعزیر کے تحت آجائے۔ مثلاً خفیہ طور پر اپنے شریک کا مال لے لینا۔

(ب) دوسری قسم وہ ہے جس میں غیر کا مال لینا تو ثابت ہو لیکن خفیہ طور پر مال نہ لیا جائے۔ مثلاً کسی شخص کے علم میں اس کا مال غصب کر لینا یا کسی کے ہاتھ سے روپے کے نوٹ چھین کر لے بھاگنا وغیرہ۔ ان صورتوں میں حد نہیں جاری ہوتی بلکہ تعزیر کی جائے گی۔ اس آرٹیکل میں اس وقت زیر بحث چوری کی پہلی قسم ہے۔

سرقہ کے چار ارکان ہیں۔ (۱) پوشیدہ طور پر کسی چیز کا لینا (۲) چرائی ہوئی چیز کا مال ہونا (۳) مال مسروقہ کا غیر کی ملک ہونا (۴) ارتکاب جرم کا ارادہ۔

اجرائے حد کے لئے ان چار ارکان کی شرط ہے باصورت دیگر تعزیر ہوگی۔

حرابہ (رہزنی)

رہزنی، غلبہ حاصل کر کے کسی مال کو لوٹنے کے ارادے سے نکلنے کو کہتے ہیں[40]۔ رہزنی کے ضمن میں مندرجہ ذیل چار صورتیں آتی ہیں۔

(۱) لوگوں کو مغلوب کر کے مال لوٹنے کے لئے نکلا اور دہشت پھیلا دی لیکن نہ کسی کا مال لوٹا اور نہ کسی کو قتل کیا۔

(۲) اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ مال لوٹ لیا لیکن کسی کو قتل نہیں کیا۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ بعض افراد کو قتل کیا لیکن مال نہیں لوٹا۔

(۴) چوتھی صورت یہ ہے کہ مال بھی لوٹا اور بعض لوگوں کو قتل بھی کیا۔

حرابہ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ)[41]

---

[40] ۔ عبد القادر عودہ، **التشریع الجنائی**، ۲:۶۳۸۔

[41] ۔ المائدۃ ۵:۳۳۔

”جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرنے کو دوڑتے پھرتے ہیں ایسے لوگوں کی بس یہی سزا ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان میں سے ہر ایک کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاوں کاٹ دیا جائے یا شہر بدر کر دئے جائیں۔ یہ سزا ان کے لئے دنیا میں سخت رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔“

حد السرقہ اور حرابہ کے مصالح و محاسن

- اسلام نے جس طرح انسانی عزت کے تحفظ کا ضامن ہے اسی طرح مال کا بھی تحفظ چاہتا ہے۔
- اس طرح معاشرے میں امن قائم رہتا ہے۔
- ان حدود کے نفاذ کی وجہ سے لوگوں میں رزق حلال کی تلاش کی جستجو پیدا ہوتی ہے۔
- جرائم کی شرح کم ہو جاتی ہے، بلکہ اس طرح لوگ ایک دوسرے کے مال محافظ بن جاتے ہیں۔
- یہ حدود انسانوں میں تقویٰ کے فروغ کا باعث بنتی ہیں۔
- فکر آخرت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- حقوق العباد کی پہچان کا ذریعہ ہیں۔
- سب سے بڑھ کر یہ کہ اس طرح شریعت کی بالادستی قائم ہوتی ہے۔
- جاھلیت (کفر) اور اسلام کے نظام زندگی کا تعارف ہوتا ہے۔
- بہترین معاشرت کی تشکیل نو کی بنیاد پڑتی ہے۔
- اس کی وجہ سے مقاصد شریعہ (تحفظ دین، تحفظ جان، تحفظ مال، تحفظ عقل، تحفظ نسل) کا تحفظ یقینی ہو جاتا ہے۔

نتائج بحث

1. حدود، اللہ کے حق کے طور پر لازم اور قابل نفاذ ہیں جو خود اللہ نے مقرر کر دی ہیں نہ کہ کسی انسان کی مقرر کردہ ہیں۔
2. حدود کے نفاذ کا اصل مقصد نظام تمدن کے اختلال کو روکنا اور امن کا قیام ہے نہ کہ جذبہ انتقام ہے۔

3. اصولی طور پر تمام ماہرین شریعت حدود کے نفاذ پر متفق ہیں۔
4. چونکہ دین اسلام قیامت تک کے لئے ہر دور کے مسائل حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، چنانچہ حدود بھی اس کا اہم حصہ ہیں جو کہ ہر دور میں قابل نفاذ ہیں۔
5. نفاذ حدود کی حکمتوں اور اسرار پر غور کیا جائے تو وہ بالکل فطری اور مصالح ومحاسن کی حامل نظر آتی ہیں۔
6. جب یہ حدود اپنی پوری قوت کے ساتھ نافذ تھیں تو وہاں چشم فلک نے خیر وبرکت کے وہ ثمرات دیکھے جو اس سے قبل تاریخ انسانی میں عنقا تھے۔
7. عصر حاضر میں بھی جہاں جس حد تک حدود نافذ ہیں اسی نسبت سے جرائم کی کمی ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔